بسم اللہ الرحمن الرحیم

پروفیسر علی محسن صدیقی ☆

مدینے میں اسلام

شہرِ یثرب

مدینے کا شہر مکے سے تین سو میل اور ینبوع سے ایک سو تین میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ سطح سمندر سے چھ سو میٹر بلند ہے۔ شہر سے چار کلومیٹر کے فاصلے پر شمال میں جبلِ احد اور جنوب میں جبل عَیر ہے۔ مغرب میں حرۃ الوبرہ اور مشرق میں حرۃ الواقم ہے، یہ سیاہ پتھروں کا علاقہ ہے جن کو آتشیں سیال مادے نے ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہے، یہ سخت نوکیلے اور آڑے ترچھے ہیں اور میلوں تک پھیلے ہوئے ہیں، ان پر پیدل یا سواری سے گزرنا قریب قریب ناممکن ہے، شہر کے اردگرد وادیاں ہیں، جہاں کھجور، انگور اور انار کے باغات اور گندم، جو اور سبزیوں کے کھیت ہیں۔ یہ اراضی جنوب میں قباء، عوالی اور عقیق میں واقع ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا گرمیوں میں سخت گرم اور سردیوں میں سخت سرد ہے۔ شہر کی وادیوں میں چشمے ہیں اور میٹھے پانی کے کنویں بھی موجود ہیں جن سے آب پاشی کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں۔(۱)

یہودِ یثرب

بعثت نبوی ﷺ کے وقت مدینے کا شہر حجاز کے تین اہم شہروں میں سے ایک اہم شہر تھا، ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے اس کا نام یثرب تھا۔ قدیم یونانی مورخین کے ہاں اس شہر کا ذکر ''یتھاربّا'' کے نام سے ملتا ہے، قدیم عرب قبائل جنہیں ہم ''عرب بائدہ'' کے نام سے جانتے ہیں، اس شہر میں آباد تھے۔ پہلی صدی عیسوی کے خاتمے سے ذرا پہلے جب رومیوں نے یہودیوں کو پے در پے شکستیں دے کر منتشر کر دیا تو ان کے متعدد گروہ بڑی بے سروسامانی کے عالم میں حجاز میں آ کر بس گئے، انہوں نے رفتہ رفتہ اقتدار حاصل کرنا شروع کیا، مقامی عربوں میں شادی بیاہ اور شام سے مزید نقل مکانی کے باعث ان

☆ سابق استاد شعبہ علوم اسلامی و اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی

کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا، یوں یہ اسرائیلی نسل کے یہود، عربوں کے اختلاط اور تبدیلی مذہب کی وجہ سے شمالی عرب میں تیزی سے پھیلتے گئے۔ تجارت، سودی کاروبار اور زراعت کے سبب ان کی مالی حالت مستحکم ہوئی اور یثرب سے لیکر حدود شام تک خیبر، فدک، تبوک، مدین، وادی القریٰ وغیرہ میں ان کی قلعہ بند بستیاں قائم ہوگئیں۔ جنوب میں یثرب کا شہر ان کی آخری سرحد تھی یہاں یہود کے تین قبائل بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع آباد تھے، جو اپنی ثروت، تنظیم، تمدن اور کثرت تعداد کے سبب شہر میں بڑی اہمیت کے مالک تھے۔ ان کی بستیاں قلعہ بند تھیں، جنگی چال میں انہیں مہارت حاصل تھی اور سودی کاروبار و اقتصاد کی زنجیروں میں انہوں نے یثرب کے عربوں کو جکڑ رکھا تھا۔ مدینہ کے قبائل اوس و خزرج ان کے مقروض تھے اور علمی و تہذیبی برتری کی بنا پر ان سے دبتے تھے یہ مرعوبیت اس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ اگر کسی کے ہاں بچے پیدا ہو کر مر جاتے تو وہ یہ منت مانتا تھا کہ اب کہ جو بچہ پیدا ہوگا اسے یہودی بنادیں گے۔ شہر میں یہود کی قلعہ بند بستیاں تھیں جنہیں اطم کہتے تھے اور یہیں ان کی تعلیم گاہیں بھی تھیں جن کا نام بیت المدراس تھا۔ یہاں یہود کے بچے عبرانی زبان اور تورات کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مگر حجاز کے یہود بشمول یہود یثرب عربی زبان ہی بولتے تھے۔ چنانچہ سموأل بن عادیا جو عرب جاہلیت میں وفائے عہد کے لیے خاص شہرت رکھتا ہے، عربی زبان کا فصیح اللسان شاعر بھی تھا، اسی طرح یثرب کا یہودی مخلوط النسل رئیس کعب بن اشرف بھی زبان آور اور شاعر تھا۔ ان شعرا کے علاوہ یہود میں مذہبی عالم یعنی حبر (جمع احبار) بھی تھے۔ جو اپنے ہم مذہبوں میں بڑا اثر رکھتے تھے اور تاویلِ احکام میں ذاتی اغراض کے تحت ہیر پھیر بھی کرتے تھے۔

یثرب میں آباد تین یہودی قبائل میں سے بنو قینقاع پیشے کے لحاظ سے زرگر اور سودی کاروبار سے وابستہ تھے، اپنے دو ہم مذہب قبائل سے عداوت کی وجہ سے انہیں قبیلہ خزرج کی پناہ میں آنا پڑا تھا اور اندرون شہر کے ایک خاص محلے میں رہتے تھے، یہاں ان کے بازار اور قلعے بند مکانات تھے، دیگر یہود کے مقابلے میں یہ لوگ زیادہ سرکش و شوریدہ سر تھے۔ یہود کا دوسرا قبیلہ بنو نضیر شہر سے دو تین میل کے فاصلے پر وادیٔ بطحان میں رہتا تھا۔ یہ خطہ کھجوروں کے نخلستانوں اور کھیتوں سے مالا مال تھا اور زراعت و باغبانی کے وسیلے سے یہ لوگ نہایت خوش حال اور دولت مند تھے ان کے مکانات بھی اطم گڑھیوں کی صورت میں تھے اور دفاعی لحاظ سے نہایت مستحکم تھے تیسرا یہودی قبیلہ بنو قریظہ شہر کے جنوب میں واقع مہروز کے علاقے میں بود و باش رکھتا تھا اور پیشے کے لحاظ سے کاشتکار تھا۔ ان کے مکانات بھی قلعہ نما اور بستیاں دیوار بند تھیں۔ بنو نضیر اور بنو قریظہ اوس کے حلیف تھے۔ (۲)

یہود کے یہ قبائل مالی ثروت اور جنگی ساز و سامان کی کثرت کے باعث اور نیز اپنی علمی و تمدنی برتری کے سبب یثرب کے اوس وخزرج پر غالب اور ان پر بھاری تھے لیکن باہمی اختلافات کے وجہ سے ان کی جمعیت منتشر ہو چکی تھی اور وہ اوس وخزرج کے ساتھ عہد و پیمان کر کے اپنے وجود کو باقی رکھنے پر مجبور تھے، چنانچہ بنوقینقاع، قبیلہ خزرج کے حلیف تھے اور بنونضیر و بنوقریظہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے۔ یہود مدینہ کے باہمی اختلاف کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ط (۳)

''جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ تم آپس میں خون نہ بہاؤ گے اور اپنوں کو اپنے وطن سے نہ نکالو گے۔ پھر تم نے اقرار کیا اور تم اس پر گواہ ہو۔ اس کے باوجود تم ہی اپنوں کو قتل کرتے ہو، اور اپنے ایک گروہ کو ان کے گھروں سے نکالتے ہو، ظلم وعدوان سے ان پر چڑھائی کرتے ہو، اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آئیں تو تم ان کا فدیہ دیتے ہو، حالانکہ ان کو نکال دینا بھی تم پر حرام ہے۔

یہ یہودی قبائل ہر چند کہ عددی قوت، مادی وسائل اور تمدنی برتری کے سبب یثرب کے عرب قبائل اوس وخزرج سے کسی طرح کم نہ تھے، لیکن حد درجہ بزدل، دون فطرت اور پست ہمت تھے، ان کی اس حالت کا ذکر قرآن میں یوں کیا گیا ہے:

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ط (۴)

اے مسلمانو! یہ یہودی تم سے صرف قلعہ بند شہروں یا فصیلوں کے پیچھے ہو کر ہی جنگ کریں گے۔

بزدلی کی وجہ سے انہوں نے اوس وخزرج کے خلاف جس ہتھیار کو سب سے زیادہ موثر سمجھا، وہ سازش، دسیسہ کاری اور انہیں باہم دگر دست بہ گریباں کرنا تھا۔ یثرب میں اسلام کے قدم آئے تو یہود نے سب سے زیادہ جس حربے سے کام لیا، وہ یہی سازش وتفرقہ پردازی کا وار تھا۔ ہم آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی مدنی زندگی میں یہود کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا بار بار ذکر سنیں گے، یہاں صرف ایسے چند واقعات کی جانب اشارہ کر دینا کافی ہے، مثلاً اوس وخزرج کے افراد کو باہم شیر وشکر دیکھ کر ایک سازش کے ذریعہ ان میں زمانۂ جاہلیت کی خانہ جنگی ''یوم بعاث'' کا ذکر کر کے آتش قتال بھڑکانے کی کوشش، جس کی رسول اللہ ﷺ کو بروقت اطلاع ہوگئی اور آپ ﷺ نے اس کا سد باب کر دیا، یہودی رئیس کعب بن اشرف کا مکہ جا کر قریش کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا اور حملے میں تعاون کی پیش کش کرنا، بنونضیر کا دھوکے سے آنحضرت ﷺ اور کبار صحابہ کو قتل کرنے کی سازش کرنا، بنوقریظہ کا درپردہ جنگ احزاب میں قریش سے ساز باز کر کے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی آخری کوشش کرنا اور خیبر کی ایک یہودی عورت کا گوشت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دینے کی مکروہ کوشش وغیرہ۔ مختصر یہ کہ یثرب میں یہود کا وجود ایک ناسور تھا جو اوس وخزرج کو کھائے جا رہا تھا اور اسلام پر وار کرنے سے بھی وہ نہ چوکتا تھا۔

اوس وخزرج

یثرب میں یہود کے پڑوس میں عربوں کے دو قبیلے اوس اور خزرج آباد تھے، اسلام لانے کے بعد ان کا نام ''انصار'' پڑ گیا اور اس کے بعد سے رہتی دنیا تک یہ دونوں قبیلے اسی نام سے موسوم ہوئے۔ انہیں یہ نام اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ٥ (۵)

اور جن لوگوں نے اسلام کو پناہ دی اور مدد کی، وہی سچے مومن ہیں، ان کے لئے مغفرت اور اچھی روزی ہے۔

اوس وخزرج کے نسب سے متعلق نسابین قدیم کی یہ رائے ہے کہ پانچویں صدی عیسوی کے وسط میں یمن کے مشہور آبی بند سدِ مآرب کے ٹوٹ جانے اور عظیم زرعی نظام کے برباد ہو جانے کے باعث وہاں آباد بنوکہلان کے قبائل نے وہاں سے نقل مکانی کی۔ بنوکہلان کا تعلق سبا کے قبیلے سے تھا جو یمنی قبیلے عرب عاربہ بنوقحطان کی ایک شاخ ہے۔ کہلانی نقل مکانی کرنے والوں میں عمرو بن عامر نامی سردار بھی تھا۔ اس نے شمال کی جانب ہجرت کی۔ چنانچہ اس کے ایک بیٹے جفنہ نے شام وعرب (مشارف) کے سرحدی علاقے میں سکونت اختیار کی، وہاں ایک منظم حکومت قائم کی یہ لوگ نہرِ غسان کے

قریب قیام کرنے کے باعث غسانی کہلائے اس عمرو بن عامر کے دوسرے بیٹے حارثہ نے حجاز کے پہاڑوں اور بحر احمر کے ساحل کے درمیان اس میدانی علاقے میں سکونت اختیار کی، جو تہامہ کہلاتا ہے۔ اس کی اولاد خزاعہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ اسلام کی ابتدائی مکی اور بعدازاں مدنی دور کی تاریخ میں خزاعہ کا ذکر بار بار آتا ہے، خصوصاً فتح مکہ کے سلسلے میں، اسی طرح قریش کے ذکر میں بھی اس قبیلے کا کسی قدر بیان آتا ہے، اسی کہلانی، سبائی و قحطانی سردار عمرو بن عامر کے تیسرے بیٹے نے جس کا نام ثعلبہ تھا، اپنے دو بیٹوں کے ہمراہ جن کے نام اوس اور خزرج تھے حجاز کے شہر یثرب میں طرح اقامت ڈالی۔ یہاں پہلے سے یہود کے قبائل آباد تھے اور شہر اور اس کے گردنواح کی سرسبز زمینوں پر قابض تھے۔ ثعلبہ کے دونوں بیٹوں اوس و خزرج کو یہاں کی بنجر اور بے آب و گیاہ زمینوں پر قناعت کرنی پڑی اور انہوں نے تنگی ترشی سے زندگی بسر کرنی شروع کی اور اپنے خوش حال یہودی پڑوسوں سے یک گونہ دوستانہ تعلقات استوار کر لئے۔

اوس وخزرج کا نسب

یثرب کے اوس وخزرج کے نسب سے متعلق قدیم ماہرین انساب کا یہی خیال ہے کہ وہ جنوب کے قحطانی عرب ہیں، اور قحطان کی مشہور شاخ سبا سے اور اس کی ذیلی شاخ کہلان سے انہیں نسبت ہے، لیکن محدثین میں امام بخاریؒ کا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ اسماعیلی عرب ہیں اور نابت بن اسماعیل کے خاندان سے ان کا تعلق ہے۔ مستشرقین یورپ کا بھی یہی خیال ہے اور اپنے اس دعوے پر انہوں نے متعدد دلائل قائم کئے ہیں۔ مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم نے اپنی کتاب ''ارض القرآن'' میں اوس وخزرج اور ان کے ہم رشتہ آل جفنہ (غسان) کو اسماعیلی عرب شمار کیا ہے اور اس کے دلائل دیئے ہیں مولانا مرحوم کے دلائل کا ماحصل یہ ہے۔

۱۔ابوطاہر مقدسی نے جو ایک قدیم مورخ ہے، اپنی کتاب البدء والتاریخ میں لکھا ہے کہ ایک خالص جاہلی شاعر منذر بن حرام خزرجی نے جو حضرت حسان بن ثابت کا دادا تھا۔ اپنے اشعار میں یہ بیان کیا ہے کہ اس کا اور اس کے ہم جد غسان کا مورث اعلیٰ نابت بن مالک ہے اور اس کا نسب نابت بن اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام تک پہنچتا ہے۔ منذر بن حرام کے یہ اشعار غسانی امرا کے دربار میں پڑھے گئے تھے اسی لئے یہ بیان موثق ترین ہے۔

۲۔حمیری (قحطانی) بادشاہوں اور نبطی (اسماعیلی) وغسانی حکمرانوں کے ناموں کی طویل

فہرست سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غسانیوں اور اوس وخزرج کے اسماء بالکل یکساں ہیں، جبکہ حمیری وقحطانی اسماء ان سے بالکل جدا اور الگ ہیں۔ ناموں کی یہ یکسانی اس بات کا ثبوت ہے کہ غسانی اور اوس وخزرج اسماعیلی عرب تھے، قحطانی، حمیری وسبائی عرب نہ تھے۔

۳۔ آل غسان اور اوس وخزرج کی زبان شمالی عربی اور رسم الخط بھی شمال عربی یعنی خط نبطی ہے، اگر یہ، لوگ قحطانی اور یمنی ہوتے تو ان کی زبان حمیری اور رسم الخط مسند ہوتا۔

۴۔ غسان واوس وخزرج حجاز وتہامہ میں آباد تھے جو خالص اسماعیلی عربوں کا علاقہ تھا۔ خود قدیم یونانی مورخین نے بھی ان علاقوں میں اسماعیلی ونابتی عربوں کی بستیوں کا ذکر کیا ہے۔

۵۔ بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انصار (اوس وخزرج) کے مجمع کو مخاطب کر کے حضرت ہاجرہ کا قصہ سنایا اور آخر میں کہا: ''تلک امک یا بنی ماء السماء۔ یعنی اے پاک نسبو! یہ تھیں تمہاری ماں'' امام بخاری نے اس ضمن میں انصار کے اسماعیلی ہونے پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔

۶۔ اوس وخزرج کے اسماعیلی ہونے پر ایک دلیل یہ ہے کہ قریش سے ان کے رشتے ناطے تھے اور یہ قرابت داری قدیم سے قائم تھی، اور وہ ہر سال پابندی کے ساتھ حج کو آتے تھے۔

۷۔ اوس وخزرج جن بتوں کی پوجا کرتے تھے وہ وہی تھے جو قریش اور دوسرے اسماعیلی عربوں کے معبود تھے۔

بہرکیف دلائل وشواہد سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ غسان اور اوس وخزرج اسماعیلی عرب تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بڑے بیٹے نابت یا نبایوط کی نسل سے تھے، یہی نابت اپنے والد محترم کا جانشین اور بیت اللہ کا متولی ہوا تھا (۶)

اوس اور خزرج کی شاخیں

وقت گزرنے کے ساتھ اوس اور خزرج کی نسلوں میں تیزی سے اضافہ ہوا اور ظہور اسلام کے وقت ان کی متعدد شاخیں وجود میں آچکی تھیں۔ ہم ذیل میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

﴿الف﴾

اوس کا صرف ایک بیٹا تھا جس کا نام مالک تھا، اس کی اولاد متعدد شاخوں میں تقسیم ہوگئی، جن

کے نام یہ ہیں:

۱۔ **عمرو بن مالک**: اس کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام خزرج (بن عمرو مالک بن اوس) تھا۔ اس سے تین خاندان پیدا ہوئے جو النبیت، عبدالاشہل اور بنوظفر کہلاتے ہیں۔

۲۔ **عوف بن مالک**: اس کی نسل سے بنوعمرو بن عوف (اہل قبا) بنوجحجبی اور بنومرہ بن مالک ہیں۔

۳۔ **سالم بن مالک**: خاندانِ بنوواقف کا مورث اعلیٰ یہی ہے۔

۴۔ **سلم بن مالک**: حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کا خاندان یہی ہے۔

۵۔ **عبداللہ بن مالک**: بنوخطمہ کا اسی سے نسلی تعلق ہے۔

﴿ب﴾

خزرج کے پانچ بیٹے تھے، ان سے قبائل خزرج کی متعدد شاخوں (بطون) کا تعلق ہے۔ یہ پانچ نام ہیں۔

۱۔ **جشم بن خزرج**: اس کی اولاد میں بنوتزید، بنوسلمہ اور بنوبیاضہ ہیں۔

۲۔ **عوف بن خزرج**: بنوالحبلیٰ (خاندان عبداللہ بن ابی بن ابی سلول) بنوقواقل اور بنوسالم اس کی شاخیں ہیں

۳۔ **حارث بن خزرج**:

۴۔ **عمرو بن خزرج**: بنونجار کا تعلق اسی عمرو کی اولاد سے ہے۔

۵۔ **کعب بن خزرج**: بنوساعدہ اسی کی نسل سے ہیں۔

قبائل اوس یثرب کے جنوب و مشرق میں آباد ہوئے جو عوالی کہلاتا ہے۔ یہ شہر کا زرخیز زرعی علاقہ تھا۔ ان کے حلیف اور پڑوسی یہود کے قبائل بنونضیر اور بنوقریظہ تھے۔ اوس کی تعداد خزرج کے مقابلے میں کم تھی۔ خزرج کے قبائل جو کثرت تعداد میں نمایاں تھے۔ یثرب کے وسطی اور شمالی علاقے میں آباد ہوئے۔ یہود کا قبیلہ بنوقینقاع ان کا پڑوسی تھا۔ (۷)

اوس و خزرج کی خانہ جنگیاں

اوس وخزرج اگر چہ ایک ہی باپ کی اولاد تھے، مگر عربوں کی فطرتِ جنگ پسند اور یہود کی سازشوں کی وجہ سے ان میں لڑائیوں کے سلسلے شروع ہوگئے، جن میں دونوں قبیلوں کے اکثر اہل ادعا کام آئے اور ایسی عداوت دلوں میں بیٹھ گئی جسے مٹانا قریب قریب ناممکن تھا، اور ساتھ ہی عربوں کی کینہ توزی

کا غیر مختتم سلسلہ '' ثار'' یعنی بدلہ لینے کی روش چل پڑی۔ ان لڑائیوں میں پہلی جنگ سمیر تھی اور آخری بُعاث، جو ہجرت سے صرف پانچ سال پہلے لڑی گئی تھی۔ ان قبائلی جنگوں میں یہود بھی اپنے حلیفوں کے ساتھ مل کر لڑتے تھے اور سنگ دلی وخون آشامی میں اپنے عرب حلیفوں سے بھی دو ہاتھ آگے جاکر اپنے ہم مذہب یہود کو نہایت بے دردی سے موت کے گھاٹ اتارتے تھے بہر کیف یثرب میں اسلام کی آمد سے اوس وخزرج کو اس دردناک خانہ جنگی سے نجات ملی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ کُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِنْهَاط (۸)

اور تم لوگ آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے، اللہ نے اس سے تمہیں بچایا۔

مگر اس خانہ جنگی کے باوجود ہجرت کے وقت یثرب میں اصلی قوت وغلبہ اوس وخزرج ہی کو حاصل تھا، یہود ان سے کم تر تھے۔

اوس وخزرج کی معاشرتی حالت

اوس وخزرج کے قریشِ مکہ سے شادی بیاہ کے تعلقات تھے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم نے بنونجار کی ایک خاتون سلمٰی سے نکاح کیا تھا جن کے بطن سے آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب پیدا ہوئے تھے، اور بچپن انھوں نے اپنی نانہیال ہی میں گزرا تھا۔ اس کے علاوہ اوس وخزرج کے سرکردہ افراد کے مکے کے سرداروں سے معاشرتی ومعاشی روابط بھی تھے۔ اس لئے یثرب کے عرب معاشرے پر قریش مکہ کے اثرات کسی حد تک نمایاں ضرور تھے۔ پھر خانۂ کعبہ جس کے قریش متولی تھے، اوس وخزرج کا بھی قبلہ تھا اور وہ پابندی سے حج کی غرض سے مکہ آتے تھے۔ قریش کی طرح یہ لوگ بھی بت پرست تھے اور ان کے بت بھی وہی تھے جو قریش کے معبود تھے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہل یثرب کی بت پرستی اس قدر متنوع نہ تھی جس قدر قریش مکہ کی تھی۔ ان لوگوں کا محبوب ترین بت مناۃ تھا جو جبل قدید کے مقام پر نصب تھا، اس بت کی خشتی نقلیں اوس وخررج کے بعض گھروں میں بھی رکھی جاتی تھیں، یہاں دوسرے بتوں کا غالباً عمل دخل نہ تھا۔

اہل یثرب بنیادی طور سے باغبان اور کسان تھے۔ کھجوروں اور انگوروں کے دیوار بند باغات جنہیں حائط کہتے تھے بکثرت تھے۔ یہاں تجارتی سرگرمیاں بھی تھیں مگر مکہ کے مقابلے میں کم، اسی طرح یہاں بعض صنعتیں بھی تھی، لیکن ان پر یہود کا قبضہ تھا۔ تمدنی اعتبار سے یثرب کو مکہ پر برتری حاصل نہ تھی،

تاہم شہر کے بازاروں میں ریشمی کپڑے، سوتی پارچہ جات اور زیورات کی خرید وخروخت ہوتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی شام سے نبطی بنجارے غلہ اور سامانِ خورد ونوش بھی یہاں کے بازاروں میں لاتے تھے۔ اور یہاں کی آبادی کی بڑی غذا کی ضرورت انھیں بیرونی تاجروں کے بیوپار سے پوری ہوتی تھی، یہ نبطی تجار مدینہ سے کھجور وسادر لے جاتے تھے، جو اپنی لذت، لطافت اور حلاوت کے لئے دور دور مشہور تھیں۔ (۹)

اوس وخزرج کی اسلام کی جانب سبقت کی وجہ

یثرب کے لوگ یہود کی صحبت کے سبب نبوت، شریعت، کتاب ووحی سے کسی حد تک واقف تھے، دیگر عرب قبائل کی طرح ان باتوں سے ان کے کان ناآشنا نہ تھے، اس کے علاوہ یہود کی زبانی انہیں اس بات کا علم تھا کہ جلد ہی ایک نبی آنے والا ہے، اور وہ خانہ جنگیوں کی وجہ سے اس حد تک تھک چکے تھے کہ کسی متفقہ قائد کی قیادت میں پرامن زندگی گزرانے کے لئے بے تاب تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی خزرجی کو وہ اپنا بادشاہ بنانے پر تیار ہوگئے تھے۔ ان حالات میں جب انہیں اسلام کا پیغام ملا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ایک مرکز اطاعت، تو انہوں نے اس پر فوراً لبیک کہا۔ (۱۰)

اہل یثرب کے اسلام کا آغاز

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ حج کے موقع پر مکہ آتے والے قبائل کے پڑاؤ پر جاتے اور ان میں اسلام کی تبلیغ کرتے تھے۔ ۱۱ نبوی میں بھی آپ ﷺ قبائل کے پاس تبلیغ کی غرض سے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کو (منیٰ کی نزدیکی پہاڑی گھاٹی) عقبہ کے قریب چند اشخاص نظر آئے، آپ ﷺ نے ان کا نام ونسب دریافت فرمایا، معلوم ہوا کہ یہ لوگ یثرب (مدینہ) کے رہنے والے اور عربوں کے قبیلۂ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن کی آیتیں سنائیں۔ یہ حضرات اس سے متاثر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔ ان سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی مدنی جماعت کے افراد کی تعداد چھ تھی۔ ان حضرات کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ابوامامہ اسعد بن زُرارہ نجاری خزرجی
۲۔ عوف بن حارث نجاری خزرجی معروف بہ ابن العفراء۔
۳۔ قطبہ بن عامر بن حدیدہ از بنوسلمہ خزرج۔
۴۔ رافع بن مالک بن عجلان از بنوزریق خزرج۔

۵۔ ابوالہیثم بن تیہان (اوسی) ابن ہشام کے ہاں ان کے بجائے عقبہ بن عامر بن نابی (از بنی حرام بن کعب،) خزرجی کا نام ہے۔

۶۔ جابر بن عبداللہ بن رئاب از بنوسلمہ خزرجی۔ بعض روایتوں میں ان کے بجائے عبادہ بن صامت (از بنی عوف بن خزرج) کا نام ہے۔

مدینہ کے ان ابتدائی مسلمانوں کی تعداد چھ ہے مگر دوناموں میں اختلاف کی وجہ سے یہ تعداد آٹھ ہو جاتی ہے، اس لئے بعض روایتوں میں ان ابتدائی مسلمانوں کی تعداد آٹھ بتائی گئی ہے۔ یہ لوگ جب اپنے گھروں کو واپس گئے تو ان کی بدولت یثرب کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جہاں اسلام کا پیغام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ پہنچا ہو۔ (۱۱)

ایک ضروری وضاحت

مدینہ کے ان سب سے پہلے اسلام لانے والوں کے قبول اسلام کے واقعے کو بعض سیرت نگاروں نے بیعت عقبہ اولیٰ کے عنوان سے بیان کیا ہے، مگر اس سے اس وقت سخت اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے جب بعض دوسرے سیرت نگار عقبہ کی پہلی بیعت میں بارہ اشخاص کا نام لکھتے ہیں۔ اس لئے رفع اشتباہ کی غرض سے مناسب یہ ہے کہ ابتدائی مسلمانوں کے قبول اسلام کے واقعے کو "مدینہ میں اسلام کا آغاز" کہا جائے اور دوسرے سال ۱۲ نبوی میں ۱۲ افراد کے قبول اسلام کو بیعت عقبۂ اولیٰ کا عنوان دیا جائے اور تیسرے سال ۱۳ نبوی میں ۷۲ آدمیوں کے اسلام لانے کے واقعے کو "بیعت عقبہ ثانیہ" کا نام دیا جائے۔ ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ۱۱ نبوی کے واقعے کو "بیعت عقبۂ اولیٰ" ۱۲ نبوی کے واقعے کو "بیعتِ عقبۂ ثانیہ" اور ۱۳ نبوی کے واقعے کو "بیعت عقبہ ثالثہ" کی سرخی دی جائے۔ لیکن اس سے بھی اشتباہ پیدا ہونے کا امکان ہے، اس لئے صحیح عنوان وہی ہونا چاہئے جو میں نے پہلے بیان کیا ہے (۱۲)

بیعتِ عقبۂ اولیٰ

اگلے سال یعنی ۱۲ نبوی میں حج کے موقع پر مدینہ سے بارہ اشخاص عَقَبہ کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے۔ ان میں پچھلے سال کے پانچ اشخاص اور سات نئے حضرات شامل تھے۔ نئے

آنے والوں میں خزرج کے پانچ اور اوس کے دو افرد تھے۔ یوں عقبہ کی دوسری بیعت میں خزرج کے دس اور اوس کے دو آدمی تھے، ان کے نام یہ ہیں:

الف۔خزرج کے بنونجار سے (۱) معاذ بن حارث بن رفاعہ اور ان کے بھائی (۲) عوف بن حارث بن رفاعہ (یہ ۱۱ نبوی میں بھی آئے تھے)۔اور (۳) ابوامامہ اسعد بن زرارہ (یہ بھی ۱۱ نبوی میں آچکے تھے)۔

ب۔خزرج کے بنوزُریق سے (۴) زکوان بن عبدقیس اور (۵) رافع بن مالک (یہ بھی دوسری بار آئے تھے)۔

ج۔خزرج کے بنوعوف سے (۶) یزید بن ثعلبہ اور (۷) عبادہ بن صامت (یہ بھی ایک روایت کی رو سے دوسری دفعہ آئے تھے)۔

د۔خزرج کے بنوسالم بن عوف سے (۸) عباس بن عبادہ بن نضلہ

ہ۔خزرج کے بنوسلمہ سے (۹) قطبہ بن عامر بن حدیدہ (دوسری بار آئے تھے)۔

د۔خزرج کے بنوحرام بن کعب سے (۱۰) عقبہ بن عاد بن نابی (یہ ۱۱ نبوی میں بھی آئے تھے)۔

ز۔اوس کے بنوعبدالاشہل سے (۱۱) ابوالہیثم بن تیہان (ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۱۱ نبوی میں بھی موجود تھے۔مولانا شبلیؒ نے بھی پہلی بار آنیوالوں میں ان کا نام لکھا ہے)۔

ح۔اوس کے بنوعمرو ابن عوف سے (۱۲) عُویم بن ساعدہ (۱۳)

بیعت عقبۂ اولیٰ کے الفاظ

بیعت عقبۂ اولیٰ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بارہ حضرات سے جو بیعت لی، اسے ''بیعت نساء'' کہتے ہیں کیونکہ یہ بیعت جہاد اور قتال کی شرط پر نہیں لی گئی تھی۔اس بیعت کے الفاظ مندرجہ ذیل تھے۔

''ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، چوری نہ کریں گے، زنا سے پرہیز کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے، کسی پر بہتان تراشی نہ کریں گے، کسی معروف میں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی نہ کریں گے، آپ ﷺ کا حکم سنیں گے اور مانیں گے خواہ ہم خوش حال ہوں یا تنگ دست اور خواہ وہ حکم ہمیں گوارا ہو یا ناگوار، اور خواہ ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے، ہم کسی حکم کے بارے میں حاکم سے جھگڑا نہ کریں گے، ہم جہاں اور جس حال میں بھی ہوں حق بات کہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے''۔

اس بیعت کی تکمیل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا: ''اگر تم نے اس عہد کو پورا کیا تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر کسی نے ممنوع کاموں میں سے کسی کا ارتکاب کیا تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، چاہے عذاب دے چاہے معاف کر دے۔(۱۴)

معصب بن عمیرؓ کی یثرب روانگی

جب یہ لوگ مدینہ واپس جانے لگے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست پر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اسلام کی تبلیغ اور قرآن کی تعلیم کی غرض سے ان کے ساتھ کر دیا۔ وہ مدینہ جا کر حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے، ان کی تبلیغ اور مدینے کے مسلمانوں کی سعی سے شہر میں نہایت تیزی سے اسلام پھیلنا شروع ہوا۔ اوس کے قبیلہ بنوعبد الاشہل کے سرداروں اور عام لوگوں نے حضرت مصعب بن عمیرؓ ہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ یہ مدینے میں برابر تبلیغ کرتے رہے، اور تین چار گھرانوں کے سوا ہر محلے میں لوگ بکثرت مسلمان ہو گئے۔(۱۵)

بیعتِ عقبہ ثانیہ یا آخرہ

ذوالحجہ ۱۳ نبوی تک مدینہ میں اسلام پھیل چکا تھا۔ چنانچہ اس سال حج کے موقع پر اوس وخزرج کے ستر مرد اور دو عورتیں مکے آئیں اور انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ کے مقام پر ملاقات کی۔ یہ اس سلسلے کی آخری ملاقات اور بیعت ہے، اسے بیعت عقبہ ثانیہ یا آخری بیعت عقبہ کہا جاتا ہے۔ اس سال حج کے لئے مدینہ سے اوس وخزرج کے کوئی پانچ سو اشخاص قافلہ کی صورت میں مکہ آئے، انہیں میں وہ لوگ بھی تھے جو اسلام قبول کر چکے تھے، مگر ان کے کافر ہم قبیلہ ان کے اسلام سے بے خبر تھے۔ مکہ آنے کے بعد ان کے نمائندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ کی قیام گاہ پر ملے اور یہ طے ہوا کہ یوم النفر الآخر (وہ آخری دن جب حاجی منیٰ سے روانہ ہو جاتے ہیں) میں رات کے وقت عقبہ کے نشیبی حصے میں ان لوگوں سے جناب رسول اللہ ﷺ کی ملاقات ہوگی۔ چنانچہ اوس وخزرج کے یہ مسلمان رات کے وقت چھپتے چھپاتے دو دو چار چار کی ٹکڑیوں میں عقبہ پہنچے۔ وہاں آپ ﷺ اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہٗ کے ساتھ ان حضرات کا انتظار کر رہے تھے، سب سے پہلے حضرت عباسؓ نے (جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے، لیکن خاندان کے سربراہ کی حیثیت سے آپ کے ساتھ تھے) گفتگو کا آغاز کیا، انہوں نے اوس وخزرج کے مسلمانوں سے کہا ''تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے ہاں آنے

کی دعوت دی ہے، حالانکہ وہ اپنے خاندان کے درمیان بڑی مضبوط حیثیت رکھتے ہیں، ہم میں سے جنہوں نے ان کا دین قبول کیا ہے اور جنہوں نے نہیں کیا ہے، سب حسب وشرف کی بناء پر ان کی حفاظت کر رہے ہیں، مگر محمد ﷺ سب کو چھوڑ کر تمہارے ہاں جانا چاہتے ہیں، اب سوچ لو کہ تم اتنی طاقت اور جنگی مہارت رکھتے ہو یا نہیں کہ سارے عرب کی دشمنی کے مقابلے میں ڈٹ سکو، کیونکہ وہ ایکا کر کے تم پر ٹوٹ پڑیں گے، سوسوچ سمجھ کر رائے قائم کرو، آپس میں مشورہ کرلو اور اتفاق سے کوئی فیصلہ کرو''۔ اس کے بعد حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ بولے: ''ہم نے آپ کی بات سن لی ہے، اللہ کی قسم! اگر ہمارے دلوں میں کچھ اور ہوتا، تو ہم صاف صاف کہہ دیتے، لیکن ہم تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ سچی وفاداری کرنا اور آپ ﷺ کے لئے جان کی بازی لگا دینا چاہتے ہیں''۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوالہیثم بن تیہان نے اہل یثرب کی جانب سے سب سے پہلے بات کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تلاوت کی، لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا، اسلام سے رغبت دلائی۔ اس دوران حضرت ابوالہیثم بن تیہان نے عرض کیا ''اے اللہ کے رسول ہمارے اور دوسرے لوگوں کے درمیان حلیفانہ تعلقات ہیں جن کو اب ہم کاٹ دینے والے ہیں، اس کے بعد کہیں ایسا تو نہ ہوگا کہ جب اللہ آپ کو غلبہ عطا کر دے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم (قریش) میں واپس چلے جائیں!'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ''نہیں بلکہ اب خون کے ساتھ خون اور قبر کے ساتھ قبر ہے۔ میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو، جس سے تمہاری لڑائی اس سے میری لڑائی اور جس سے تمہاری صلح، اس سے میری صلح''۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حاضرین سے بیعت لی، سب سے پہلے حضرت براء بن معرورؓ نے بیعت کی، بعض روایتوں میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوالہیثم بن التیہان نے آپ ﷺ کی بیعت کی، روایتوں میں سب سے پہلے بیعت کرنے والے کا نام حضرت اسعد بن زرارہ بھی مذکور ہے۔ اس دوران میں حاضرین میں جوش وخروش کی وجہ سے آواز بلند ہوگئی جس پر عباس بن عبدالمطلب نے انہیں چپ کرایا اور بتایا کہ کفار قریش کے جاسوس پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے بیعت کر کے اپنے پڑاؤ پر خاموشی سے چلے جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ اپنے پڑاؤ پر چلے گئے اور یوں عقبہ کی یہ آخری بیعت بحسن وخوبی سرانجام پائی۔ (۱۶)

بیعت عقبۂ ثانیہ کے شرکا کے نام

اس آخری بیعت میں شرکاء کی تعداد ستر مرد اور دو خواتین بیان کی گئی ہے، لیکن ابن سعد کے بقول یہ تعداد اس سے دو تین زیادہ بھی ہوسکتی ہے۔ بلاذری کے خیال میں یہ تعداد ستر مردوں اور دو عورتوں سے زیادہ نہ تھی مگر بعد میں شرف وفخر کی غرض سے لوگوں نے اپنے خاندانوں کے ناموں کا اضافہ کرنا شروع کردیا جس سے شرکا کی تعداد اور ناموں میں کسی قدر فرق پیدا ہوگیا۔ بہرکیف ان ستر اشخاص میں قبیلۂ اوس کے بارہ افراد تھے اور یہ اس لئے تھا کہ ان کی تعداد خزرج سے بہت کم تھی۔ قبیلۂ خزرج کے شرکا کی تعداد اٹھاون تھی اور دو خواتین حضرت ام منیع بنت عمرو بن عدی اور حضرت ام عمارہ نُسَیبَہ بنت کعب بھی خزرج ہی سے تعلق رکھتی تھیں۔ قبیلۂ خزرج کے ان شرکا کی ذیلی قبائل و بطون کے لحاظ سے تقسیم حسب روایت بلاذری درج ذیل ہے:

۱۔ بنونجار ۹ حضرات، ان میں ایک نقیب بھی تھے۔

۲۔ بنوحارث ۷ حضرات، ان میں دو نقیب بھی تھے۔

۳۔ بنوزُریق ۷ حضرات بشمول ایک نقیب

۴۔ بنوسلمہ ۲۸ حضرات مع دو نقیب اور ایک خاتون حضرت ام منیع بنت عمرو بن عدی (کل ۲۸ مرد، ایک عورت)

۵۔ بنوساعدہ ۲ حضرات (یہ دونوں یعنی حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت منذر بن عمرو نقیب بھی تھے) اور ایک خاتون حضرت ام عُمارہ نُسَیبَہ بنت کعب۔

۶۔ بنوعوف: ۵ حضرات (بشمول ایک نقیب)

قبیلۂ اوس کے بارہ شرکائے بیعت عقبۂ ثانیہ کی ذیلی قبائل و بطون کے لحاظ سے تقسیم مندرجہ ذیل ہے۔ اس میں بلاذری کے علاوہ ابن سعد اور ابن کثیر کی کتابوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔ ان میں تین نقبا بھی شامل ہیں:

۱۔ بنوعبدالاشہل: تین اشخاص ان میں ایک نقیب حضرت اُسَید بن حُضیر بھی شامل ہیں۔

۲۔ بنوظفر: ایک صاحب۔

۳۔ بنوسلم بن امرء القیس۔ ایک صاحب بنام حضرت سعد بن خَیثمہ۔ جو نقیب بھی تھے۔

۴۔ بنوحارثہ بن حارث: ایک صاحب۔

۵۔ بنوعُبیت عمرو بن مالک: ایک صاحب۔

۶۔ بنوخزرج بن عمرو بن مالک: ایک صاحب

۷۔ بنوعوف بن عمرو بن عوف: ایک صاحب حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر، وہ نقیب بھی تھے۔

۸۔ بنوثعلبہ بن عمرو بن عوف: ایک صاحب۔

۹۔ بنوزید بن مالک بن عمرو بن عوف: ایک صاحب۔

۱۰۔ بنومالک بن عمرو بن عوف: ایک صاحب (۱۷)

بارہ نقبا کا تقرر:

اس بیعت کے موقع پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکا سے کہا کہ اپنے میں سے مجھ کو بارہ نقیب نامزد کرکے دو جو اپنے اپنے قبیلے کے ذمہ دار ہوں گے، لوگوں نے بارہ آدمیوں کے نام تجویز کئے۔ جن میں نو خزرج سے اور تین اوس سے تھے۔

ان نقبا (نقیبوں) کی فہرست بلاذری اور ابن ہشام کے بیان کے مطابق مندرجہ ذیل ہے۔

(الف) قبیلۂ اوس:

۱۔ اُسیّد بن حُضَیرُ

۲۔ سعد بن خَیثَمہ

۳۔ ابوالھَیثَم بن التیّھان (بعض روایتوں میں ان کے بجائے رِفاعہ بن عبدالمنذِر کا نام ہے)

(ب) قبیلۂ خزرج

۴۔ اسعد بن زُرارہ (یہ نقیب النقباء تھے)

۵۔ سعد بن ربیع

۶۔ عبداللہ بن رَواحہ (شاعرِ نبی ﷺ)

۷۔ رافع بن مالک

۸۔ بَراء بن مَعْرور

۹۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام

۱۰۔ عُبادہ بن صامت (بعض روایتوں میں ان کے بجائے خارجہ بن زید کا نام ہے)

۱۱۔ سعد بن عُبادہ

۱۲۔ منذر بن عمرو (۱۸)

قریش مکہ کا ردعمل

اگر چہ بیعت عقبہ ثانیہ کو خفیہ رکھنے کا سخت اہتمام کیا گیا تھا، لیکن قریش مکہ کو اسی رات اس کی بھنک پڑ گئی تھی، چنانچہ صبح کے وقت ان کے بعض سردار اہل یثرب کے پڑاؤ پر گئے اور انہوں نے اس بیعت کے بارے میں ان سے دریافت کیا۔ اہل یثرب میں جو مشرک تھے، انھیں واقعے کی کوئی خبر نہ تھی اس لئے انہوں نے اس کی تردید کی مگر اس کے باوجود سردارانِ قریش برابر ٹوہ میں لگے رہے اور انہیں یقین ہو گیا کہ اہل مدینہ نے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے ان کے خلاف کوئی معاہدہ ضرور کیا ہے۔ چنانچہ حج سے مدینہ والوں کی واپسی کے وقت انہوں نے بیعت کرنے والوں کا تعاقب کیا اور ان میں سے حضرت سعد بن عبادہ کو پکڑ لیا جبکہ ان کے ساتھی حضرت منذر بن عمرو بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ قریش کے لوگ حضرت سعد بن عبادہ کو باندھ کر مارتے ہوئے مکہ لائے، یہاں بنو نوفل کے رئیس مطعم بن عدی نے، جن سے حضرت سعد کا زمانہ جاہلیت سے معاہدہ تھا، انہیں رہائی دلائی اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شامل ہو کر یثرب چلے گئے۔ (۱۹)

بیعت عقبہ ثانیہ کے اثرات واہمیت

ذوالحجہ ۱۳ نبوی میں عقبہ کی دوسری بیعت کے ساتھ، اسلام کو ایک مرکز اور حامیوں کا ایک ایسا مخلص گروہ مل گیا جس سے اس کی تاریخ کا ایک نیا باب شروع ہوا۔ اب تمام مسلمانوں کو اسلام کے نئے دارالہجرت میں منتقل ہو کر ایک نئی زندگی شروع کرنا تھی۔ اسلام کی مظلومیت اور کفار کی ستم رانیوں کے تیرہ سال ختم ہونے اور امن وسکون کے دور کا آغاز ہونا تھا۔ ظلم کی سیاہ رات ختم ہونے والی تھی اور عدل وامن کا آفتاب روشن طلوع ہونے والا تھا۔ ایک ایسا نظام برپا ہونے والا تھا، جو استحصال، ظلم وجبر سے پاک اور اخلاقی بے راہ رویوں سے منزہ ہو۔ مظلوموں کی آقائی اور مجبوروں کی مسیحائی کا نیا نظام نافذ ہو کر صداقت، شرافت اور انسانیت کا بول بالا ہو اور رہتی دنیا تک آدمی فکری آوارگی، عملی پراگندگی اور اخلاقی مائیگی سے آزاد ہو جائے، اس کی فکر سے فلاح عام کے سوتے پھوٹیں، اس کے عمل سے نیکی کے پھول کھلیں اور اس کے اخلاق سے خوبی کی خوشبو پھیلے۔

چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحجہ ۱۳ نبوی کے بعد ہی مسلمانوں کو یثرب کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی کہ اللہ نے اس نئے شہر کو ان کا دار الہجرت اور مرکز قوت قرار دیا ہے۔ اس اذن عام کے بعد اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے جان ہاروں اور اس کی صیانت وحفاظت کی غرض سے جان نثاروں نے گھربار، عزیز وقریب، کاروبار اور وسائل معاش کو نہایت بے پروائی سے چھوڑا اور ایک نئے سفر پر روانہ ہو گئے۔

حوالہ جات

۱۔پنجاب یونیورسٹی ، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، لاہور،۱۹۸۴ء جلد۲۰،صفحہ ۲۲۸،
☆ سید سلیمان ندوی، ارض القرآن ، دارالمصنفین اعظم گڈھ۱۹۲۳، جلد اول، صفحہ ۹۸، ۹۹،
☆فلپ خوری حتی، ہسٹری آف دی عربس (انگریزی) نیویارک ۱۹۵۸ء، صفحہ ۱۰۴،
☆ابوالحسن علی ندوی، نبی رحمت، مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۸۳ء، حصہ اول، ص ۱۸۱۔
۲۔ نبی رحمت،۱: ۱۷۴۔۱۸۰،
☆ سہیلی، الروض الانف، المکتبۃ الفاروقیہ ، ملتان ۱۳۹۷ء، جلد دوم صفحہ ۲۴،
☆ محمود شکری آلوسی، بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب، مطابع دار الکتاب قاہرہ ۱۳۴۳ء جلد دوم، ص ۲۴۱،
☆ ابن حزم ظاہری، الفصل فی الملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۷ء جلد اول صفحہ ۹۹۔
۳۔عبدالملک ابن ہشام ، السیرۃ النبویہ، المکتبہ الفاروقیہ ملتان ۱۳۹۷ھ جلد دوم، ص ۱۲۱،
☆ ابن اثیر الجزری، الکامل فی التاریخ، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت ۱۳۸۷ء ، ج ۲، ص ۹۷۔ ۱۱۔۱۲۷، ☆ شبلی نعمانی ، سیرۃ النبی ﷺ مطبوعہ دارالمصنفین اعظم گڑھ ۱۳۷۱ء ، جلد اول ، ص ۴۰۲۔۴۰۳،
☆ نبی رحمت،۱: ۱۷۲، ۱۷۸۔
۴۔ابوجعفر محمد بن جریر طبری، تاریخ الرسل والملوک ، دارالمعارف مصر ۱۹۶۲ء، ج ۲، ص ۳۸۷۔۵۵۱۔۵۸۱،
☆ابن اثیر،۲: ۹۹، ۱۰۰، ۱۱۹، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۵۰،
☆ سیرۃ النبی ،۱: ۴۰۸۔
۵۔ سہیلی ،۱: ۲۶۶، ابن اثیر،۲: ۴۰۰، ۴۰۲۔
۶۔امام محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح ، مطبوعہ اصح المطابع ، کراچی ۱۳۸۱ھ، جلد اول، ص ۴۹۷،
☆ بخاری ، البدء و التاریخ، جلد چہارم، ص ۱۲۲۔۱۲۳ (لابی طاہر المقدسی والمنسوب الی ابی زید البلخی ، لائیڈن)
☆ ارض القرآن ۲: ۸۸، ۱۰۱۔
۷۔ابومحمد ابن قتیبہ دینوری ، المعارف، اصح المطابع کراچی ۱۹۷۶ء، ص ۴۹، ۵۰،
☆ ارض القرآن ۲: ۹۷، ۹۸
۸۔ابن اثیر،۱: ۴۰۲، ۴۲۰۔
۹۔ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایۃ والنہایہ، مطبوعہ المکتبۃ القدسیہ، لاہور ۱۹۸۴ء، ۳: ۱۴۸، ۱۵۷،
☆ نبی رحمت،۱: ۱۸۶، ۱۸۸۔

۱۰۔ ابن ہشام، ۱: ۲۶۷،
☆ طبری، ۲: ۳۵۵،
☆ ابن قیم الجوزیہ، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، مطبوعہ مصر ۱۳۲۳ھ، جلد دوم، صفحہ ۵۰۔
۱۱۔ ابن ہشام، ۱: ۱۶۷،
☆ سہیلی، ۱: ۱۶۶،
☆ محمد بن اسعد، الطبقات الکبریٰ، مطبوعہ بیروت ۱۹۵۷ء، جلد اول، ۲۱۸۔۲۱۹،
☆ احمد بن یحیٰی بلاذری، انساب الاشراف، مطبوعہ دار المعارف مصر ۱۹۵۹ء جلد اول، ص ۲۳۹،
☆ طبری، ۲: ۳۵۴،
☆ ابن اثیر، ۲: ۶۷،
☆ ابن کثیر ۳: ۱۴۸، ۱۴۹،
☆ زاد المعاد، ۲: ۵۰۔
۱۲۔ سیرۃ النبی ﷺ، ۱: ۲۶۶، ۲۶۸ (حاشیۂ زیریں)
۱۳۔ ابن ہشام، ۱: ۲۶۷، ۲۶۸،
☆ ابن سعد، ۱: ۲۲۰،
☆ بلاذری، ۱: ۲۳۹،
☆ طبری، ۲: ۳۵۵، ۳۵۶،
☆ ابن اثیر، ۲: ۶۷،
☆ ابن کثیر، ۳: ۱۵۰ و بعد۔
۱۴۔ بخاری، ۱: ۵۵۰، ۵۵۱،
☆ ابن ہشام، ۲: ۲۶۸،
☆ ابن اثیر، ۲: ۶۶، ۶۷،
☆ ابن کثیر، ۳: ۱۵۱
۱۵۔ ابن ہشام، ۱: ۲۷۰،
☆ سہیلی، ۱: ۲۶۹،
☆ بلاذری، ۱: ۲۳۹،
☆ طبری، ۲: ۳۵۷،
☆ ابن اثیر، ۲: ۶۸،
☆ ابن کثیر، ۳: ۱۵۱
۱۶۔ ابن ہشام، ۱: ۲۷۳ تا ۲۷۵،
☆ طبری ۲: ۳۶۰، ۳۶۸،
☆ ابن سعد، ۱: ۲۲۱، ۲۲۲،
☆ بلاذری، ۱: ۲۴۰، ۲۵۱،
☆ ابن کثیر ۳: ۱۵۸،
☆ زاد المعاد، ۲: ۵۱۔
۱۷۔ ابن ہشام، ۱: ۲۸۰،
☆ ابن سعد، ۱: ۲۲۱، ۲۲۲،
☆ بلاذری، ۱: ۲۴۰، ۲۵۳،
☆ ابن کثیر، ۳: ۱۶۲، ۱۶۸۔
۱۸۔ ابن ہشام، ۱: ۲۷۶، ۲۷۸،
☆ بلاذری، ۱: ۲۵۲،
☆ ابن اثیر، ۲: ۶۹، ۷۰۔
۱۹۔ ابن سعد، ۱: ۱۲۳،
☆ بلاذری، ۱: ۲۵۴،
☆ ابن اثیر، ۲: ۷۰،
☆ ابن کثیر، ۳: ۱۶۵،
☆ زاد المعاد، ۲: ۵۱، ۵۲۔

معیاری دینی ماہنامہ
ماہنامہ **المدینہ** کراچی
مینجنگ ایڈیٹر۔ منیر حسین
ایڈیٹر۔ قاری حامد محمود قادری
رابطہ: سی۔۶۸، تیرہویں کمرشل اسٹریٹ فیز ٹو، ایکسٹینشن، ڈیفنس کراچی۔
فون: ۵۸۸۶۰۷۱۔۷۲